

قسط 9

انہتا جب نیچے آئی تو

مراد کچن میں ناشتہ بنا رہا تھا۔

انہتا دوپٹہ سیدھا کرتی فوراً کچن کی طرف بھاگی۔

میں بناتی ہوں ناشتہ۔

وہ اس کے سامنے کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

تم آرام سے ٹیبل پر بیٹھو۔

باتیں مت کرو میں نے بنا لیا ہے۔

ڈاکٹر نے ویسے بھی آرام کا کہا ہے۔

جاؤ ٹیبل پر بیٹھ جاؤ۔

خوشخبری راسٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

کوئی بات نہ کرنا بہت بھوک لگی ہے مجھے۔۔۔

وہ جلدی سے ٹیبل پر جا کر بیٹھ گئی۔۔

وہ اپنی مرضی کا مالک تھا۔۔

اتنا بھی کیا ہوا۔۔

ڈاکٹر کی ہدایات کو کون مانتا ہے اتنا۔۔

وہ اسے دیکھتے سوچنے لگی۔۔

مراد ناشتے کی ٹرے اٹھائے۔

ٹیبیل کی طرف آیا ایک ٹرے اس کے سامنے رکھی

اور پھر واپس مڑ کر ایک اور

ٹرے اٹھائے ٹیبیل پر آکر بیٹھ گیا۔

چلو شہاباش شروع ہو جاؤ بسم اللہ پڑھ کر۔۔

جبکہ انہتہا نے ایک نظر اسے اور بعد

میں ٹرے پر پڑے اس ناشتے کو دیکھا۔

اس نے آمیلٹ کو دیکھا

جو بڑی مہارت سے بنایا گیا تھا۔۔ چھوٹا چھوٹا۔

پھر اس نے اس کے ساتھ رکھی بریڈ کو دیکھا۔

اور اس کے ساتھ پڑے چائے کو کپ کو۔۔

اسے بریڈ کبھی پسند نہیں تھی۔

وہ خالی آملیٹ کھانے لگی اس

نے بریڈ کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔

جبکہ مراد اسے غور سے دیکھ رہا تھا

کہ جس ٹوٹے دل سے وہ ناشتہ کر رہی تھی۔

کیا ہوا ناشتہ کیوں نہیں کر رہی۔

وہ چائے کا سپ لیتا ہوا بولا۔۔

مجھے بریڈ نہیں پسند میں بریڈ نہیں کھاتی۔

اسے بھوک بہت تھی۔

وہ چاہتی تھی وہ کچن میں جا کر ناشتہ بنا لے

اسے ہمیشہ پراٹھا کھانے کی عادت تھی۔۔

کیا کھانا ہے بتاؤ مجھے۔۔

پراٹھا بنا لوں کچن میں۔۔

اس آمیلٹ اور چائے کے ساتھ

کھا لوں گی۔۔

وہ کچن کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی۔۔

ٹھیک ہے میں بنا دیتا ہوں۔۔

تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے سو میں بناؤں گا۔۔

وہ کرسی سے اٹھتا ہوا بولا۔

نہیں مگر میں بنا لوں گی۔۔

وہ بھی کرسی سے اٹھتی ہوئی بولی۔۔

کوئی نہیں میں بناتا ہوں۔۔

وہ کچن میں اپنا قدم رکھتا ہوا

اس سے مخاطب ہوا۔۔

اب وہ فریج کا دروازہ کھولیں آٹا نکال رہا تھا۔۔

انہتا چپ چاپ وہاں کھڑی اسے پراٹھا بناتے دیکھنے لگی۔۔

جو بڑی مہارت سے پرٹھے کو ترتیب دے رہا تھا۔۔

وہ یقیناً لچھے والا پراٹھا بنا رہا تھا۔

کچھ ہی منٹ بعد وہ اسے توے پر ڈال چکا تھا۔۔

وہ بہت مہارت سے اسے بنا رہا تھا

جیسے وہ اس کام میں ایکسپٹ ہوں۔۔

وہ اب اس پرٹھے پر گھی لگنے لگا۔

کچھ ہی دیر میں وہ کرپسی سا

ایک پراٹھا اس کے سامنے رکھ چکا تھا۔۔۔

یہ لو بن گیا پراٹھا۔۔۔ مانتی ہو پھر مجھے شیف۔۔۔

وہ خود کو داد دیتا ہوا بولا۔

آپ نے تو مجھ سے بھی اچھا بنایا ہے۔

وہ بھی اس کو داد دیتی ہوئی بولی۔۔۔

چلو کھا لو ورنہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔۔۔

اور ہاں اس کا نام ہے۔۔۔

مراد شیف کے ہاتھ کا پراٹھا۔

وہ مسکراتا اس کے قریب آتا بولا۔۔۔

مراد کے فون کی بیل بجنے لگی تو

وہ اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔

فون پر نام دیکھ کر اس کا رنگ اڑ گیا۔۔۔

میں اتا ہوں تم ناشتہ کرو۔۔

وہ کہتا ہوا باہر کی طرف چلا گیا۔۔

پیچھے وہ دوبارہ چائے گرم کرنے کے لیے

کچن میں داخل ہو گئی۔

السلام علیکم ماما۔۔۔

وہ سلام کرتا اپنی ماں سے مخاطب ہوا۔

مراد تم شہر کیوں گئے بیٹا۔۔ بتائے بغیر۔۔

وہ اس سے گلا کرتی باتیں کر رہی تھی۔۔

اما وہ بزنس کا کچھ کام تھا

اور میٹنگ بھی تھی بہت سی۔۔

وہ انہیں اپنے کام کے بارے میں بتا رہا تھا۔۔

ابھی تو ہم ٹھیک سے مل کر بیٹھے بھی نہیں۔۔

ماں میں کوشش کرتا ہوں۔۔

جلدی کام ختم کر کے

اپ سب کے پاس آؤں۔۔

وہ اپنی ماں کو سمجھانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔

اور ہاں ایک اور بات تم انہتا کو کیوں لے کر گئے۔۔

اپنے ساتھ وہ جوان لڑکی ہے ہزار باتیں بن سکتی ہیں۔۔

جاننے نہیں ہو تم کسی اور کو لے جاتے۔۔

وہ اس کو وارن کر رہی تھی کہ وہ کوئی غلطی نہ کریں۔

اما اس دن کوئی بھی نہیں تھا ملازم گھر پر۔۔۔

تو میں کیا کرتا خود کام کرتا ہے یہاں پر۔۔

وہ ہاتھ پہ لگے آٹے کو دیکھتا ہوا بولا۔۔

جب کہ وہ خود ہی کام کر رہا تھا۔۔

ہم ویسے بھی اس لڑکی کی شادی کا سوچ رہے ہیں۔۔

عمر ہو گئی ہے اس کی بچی نہیں رہی اب۔۔

ہم نے ہی فیصلہ کرنا ہے۔۔

بس تم واپس آ جاؤ جلدی سے۔۔

مل کر کوئی اچھا سا فیصلہ کریں گے۔۔۔

مراد کی ماں کی یہ بات مراد کو خاموش کر گئی۔۔

میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں۔۔

شاید کوئی آیا ہے گیٹ پر۔۔

ابھی وہ کچھ کہہ ہی رہی تھی کہ

مراد نے ان کے منہ پر فون بند کر دیا۔۔

وہ کیسے اس کا نام کسی اور

کے ساتھ برداشت کر سکتا تھا۔

مراد باہر گارڈن میں رکھی اس کرسی پر بیٹھ گیا۔۔

انہتا کام سمیٹ کر فوراً باہر گارڈن میں

اس کے قریب آکر کھڑی ہوگی۔۔

آپ کا کوئی کام ہے تو بتائیں۔۔۔

نہیں۔۔ کوئی نہیں ہے۔۔

وہ کافی دھیمی آواز میں بولا۔۔

آپ ٹھیک ہیں۔۔

وہ اس کی پریشان آواز سنتے ہوئے بولی۔

ہاں میں ٹھیک ہوں بیٹھو کھڑی کیوں ہو۔۔

وہ اس آنکھیں چرا کر بات کر رہا تھا

اور انہتانا صاف محسوس کیا تھا۔۔

نہیں وہ بس میں پوچھنے آئی تھی۔۔

کہ پھولوں کو کیا کرنا ہے جو اندر ہے۔۔۔

وہ اس کے ہاتھ پر لگے آٹے کو دیکھتے بولی۔۔

جو مرضی کرو۔۔۔

سمیٹ کر باہر پھینک دوں کیا۔۔

وہ کچھ ڈرتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی۔۔

ہاں ٹھیک ہے پھینک دوں۔۔

وہ اس کی طرف دیکھتا ہوا بولا اور

پھر اپنا سر نیچے جھکا لیا۔۔

انہتا نے اس کی آنکھوں میں ویرانی

صاف محسوس کی تھی ایک دم سے

اس کی چہکتی مسکراتی آنکھیں بجھ چکی تھی۔

کھانے میں کیا بنانا ہے نواب صاحب۔

وہ کچھ ہمت کرتے اس سے سوال کر رہی تھی۔۔

کچھ نہ بنانا مجھے بھوک نہیں ہے۔

وہ اس پر آنکھیں نکالتا ہوا بولا۔

سچ میں اسے اس کی بات ہرگز

سمجھ میں نہیں آتی تھی۔

جی ٹھیک ہے۔۔

وہ اپنے قدم واپسی کو لے ہی رہی تھی

کہ مراد نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

میں کیا لگتا ہوں تمہارا۔

کیا کہا تھا میں نے تم سے کہ۔۔

مجھے کیا کہنا۔۔

مراد صرف مراد۔۔

کیا سمجھ نہیں آئی تھی تمہیں۔۔

مراد کہتے تکلیف ہوتی ہے کوئی تمہیں۔۔

بتاؤ۔۔

مجھے تمہارا نواب کہنا اچھا نہیں لگتا۔۔

کیا تمہیں سمجھ نہیں آتی۔۔ ہم۔۔

وہ پہلے ہی اپنے غصے پر قابو پا رہا تھا کہ

اس نے نواب کہہ کر

اسے کے غصے کو اور مزید بھڑکا دیا۔۔

سوری غلطی ہو گئی نواب صاحب۔۔۔

وہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑوانے لگی۔۔

جس پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔۔

واہ۔۔ نواب صاحب۔

وہ اس کے کہے الفاظ کو دہرا رہا تھا۔

نہیں۔۔ وہ صرف اتنا ہی بول سکتی تھی

اور مسلسل اپنا ہاتھ چھڑوانے میں مصروف ہو گئی۔

میرا ہاتھ درد کر رہا ہے۔۔

چھوڑ دیں پلیز۔۔

وہ اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔

جو غصے سے مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔

جس کی آنکھیں ایک پل میں آگ جیسی ہو گئی تھی۔

یقیناً وہ اپنا نام سنے بغیر۔۔

اس کا ہاتھ نہیں چھوڑے گا۔

مراد۔۔ میرا ہاتھ چھوڑ دیں۔۔

خدا کے لیے۔۔۔

مجھے درد ہو رہا ہے پلیر مراد۔۔

وہ ایک بار پھر اس شخص کے

سامنے منتوں پر اتر آئی تھی۔۔

مراد نے اپنا نام سنتے ہی اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

وہ اب اس کے قریب کھڑا ہوتا ہوا اسے دیکھنے لگا۔

انہتا ایک سیکنڈ نہیں لگے گا

مجھے تمہیں انہتا مراد بنانے میں۔۔

اگر اپنی بھلائی چاہتی

ہو تو میری ہر بات مانو۔۔

مراد کہا ہے تو مراد ہی کہو گی۔۔

دوستی کی ہے مجھ سے۔۔

نبھاؤ گی بھی تم۔

مجھے ایک سیکنڈ نہیں لگے گا

کچھ بھی کرنے میں۔

میں ہرگز تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا۔

لیکن تمہاری حرکتیں ایسی ہیں کہ

مجھے تمہیں بار بار تکلیف دینی پڑ رہی ہے۔۔۔

تم مجھے کیوں نہیں سمجھ رہی۔

میرے جذبات کو کیوں نہیں سمجھ رہی۔۔

اپنے لیے میرے اندر کے جذبات کو سمجھو۔

میرے دل کی دھڑکنوں کو سمجھ جاؤ۔

کچھ تو سمجھو۔۔

وہ حیرت کی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

جو اس سے اظہار محبت کر رہا تھا۔

لیکن انتہا کو یہ اظہار محبت سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

یہ کون سا وقت تھا اظہار محبت کا۔

اسے تو پہلی دفعہ یہ الفاظ کسی مرد

کے منہ سے سننے کو اپنے لیے ملے تھے۔

وہ خود کو نہیں سمجھ پاتی تھی تو۔۔

مراد کو کیا سمجھ سکتی تھی وہ۔

اس کی زندگی کا یہی تو مسئلہ تھا۔

بعض لوگوں کو سمجھنے میں وقت کیوں لگتا ہے۔

کہ وہ ہمارے اپنے ہیں یا پھر غیر۔

کم سے کم میری باتوں کو سمجھ جاؤ۔

وہ حسرت کی آنکھوں سے اس کی

طرف دیکھتا ہوا اس سے مخاطب ہو رہا تھا۔

جی میں اندر۔ اندر جاؤں۔۔

وہ نہ سمجھتے ہوئے صرف اتنا ہی بول سکتی تھی۔

جاؤ۔۔ وہ بھی صرف اتنا ہی بول سکتا تھا اس وقت۔

وہ فوراً اندر کو بھاگ گئی جبکہ

وہ اسے اندر جاتا دیکھ رہا تھا۔

محبت کو سمجھنا آسان نہیں ہوتا۔

ہر کسی کے پاس دل نہیں ہوتا۔

اگر خدا سب کو سب عطا کرنے لگے تو

اس کے در پر کون جائے گا۔

زندگی میں محبت بھی ایک تجربہ ہوتا ہے۔

تاکہ خدا اپنے بندے کو یہ بتائے۔

کہ اس سے بڑھ کر اسے کوئی محبت نہیں کر سکتا۔

بعض محبوب ہم سے ہمارا خدا چھین لیتے ہیں۔

اور بعض محبوب ہمیں خدا کے قریب لے جاتے ہیں۔

محبوب محبت سمجھے نہ سمجھے۔۔۔

مگر خدا محبت سمجھ جاتا ہے۔۔

سب ٹھیک ہو گیا۔

کتنی پر سکون زندگی ہے میری۔

سب ہے میرے پاس۔

کسی چیز کی کمی نہیں ہے مجھے اللہ جی۔

Thank you for everything

لیکن آپ کو یاد ہے نا اللہ جی۔

میں آپ سے ایک دعا روز مانگتی ہوں

کہ آپ مجھے کوئی تکلیف نہ دینا

ورنہ میں آپ سے ناراض ہو جاؤں گی۔

وہ ہر روز نماز پر بیٹھ کر

بچوں جیسی دعائیں مانگتی تھی۔

اس کی دعاؤں میں سب کچھ ہوتا تھا

گلے، شکوے، پیار، اظہار محبت، عشق سب تھا۔

اگر کوئی اسے ایسی دعائیں مانگتے

دیکھ لیتا تو یقیناً اس کی دعاؤں

کی معصومیت وہ کبھی نہ بھولتا۔

وہ دعا بھی اداؤں سے مانگتی تھی۔

ایک بار منہ پر ہاتھ پھیر کر۔

اگر اسے کچھ یاد آجاتا تو

پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھالیتی تھی۔

وہ اکثر دعائیں ایسے ہی مانگتی تھی۔

وہ اکثر کچھ وقت دعا مانگنے

کے بعد نماز پر بیٹھی

سوچتی رہتی تھی کہ

وہ دعا میں کچھ مانگنا

بھول تو نہیں گئی۔

وہ ابھی اپنی دعا مانگ کر اٹھی ہی تھی۔

کہ فوراً کمرے سے بھاگتی نکلی۔

میرا کیک جل گیا یار

وہ سیڑھیاں تیزی سے اترتی خود کو کوس رہی تھی۔

وہ فوراً کچن میں بھاگتی کیک نکالنے لگی

جو ابھی تک جلا نہ تھا۔

وہ ماہی تھی۔

ایک وہی لڑکی تھی۔۔

اف اف تھینک یو اللہ جی جلا نہیں۔

ورنہ میرے پورے دن کی محنت ضائع ہو جاتی۔۔

وہ کیک کو دیکھتی سکون کا سانس لیتی ہوئی بولی۔۔۔

اپ کہاں چلی گئی تھی

میں نے آپ کو کہا تھا کہ

کیک کا دھیان رکھنا ہے۔۔۔

وہ ملازموں کو اندر کچن میں

داخل ہوتے دیکھتے بولی۔۔

ماہی جی۔۔۔ وہ ایک کال آگئی تھی۔۔

وہ ماہی کو وضاحت دیتے ہوئے بولی

جو کیک کی ڈیکوریشن کا سامان رکھ رہی تھی۔۔۔

اوکے کوئی بات نہیں وہ جو بھی تھی۔۔

کسی کو بے فضول تکلیف دینے والی نہیں تھی۔۔

ہر بات کا پیار سے جواب دینا اسے اچھے سے آتا تھا۔۔

اچانک اسے اپنے فون کی رنگ ٹون سنائی دینے لگی

تو وہ اپنے فون کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔

نام دیکھ کر اس کے چہرے

پر موجود ڈمپل نظر آنے لگا۔۔

جو صرف غور کرنے پر ہی دکھائی دیتا تھا۔۔

جی السلام علیکم میں ویٹ کر رہی ہوں۔۔

آ بھی جائیں۔۔

جب کہ فون پر دوسری طرف کوئی

اسے لمبی وضاحتیں پیش کر رہا تھا کہ

اس کے گال پر موجود ڈمپل یکدم غائب ہو گیا۔۔

میں آپ سے ناراض ہوں بائے۔۔

اس نے فون فوراً سے بند کر دیا ہے۔۔

اب یہ ناراضگی یقیناً لمبی چلے گئی۔

وہ صبح سے ان کے آنے کی

خوشی میں کیک بنا رہی تھی۔۔

صبح سے وہ اٹھتی محنتیں کر رہی تھی۔

وہ شکوے گلے کرنے والی نہیں تھی۔

بس ناراضگی تھی جو اس کی بہت سخت تھی۔

اگر وہ ایک بار ناراض ہو جاتی تھی

تو بہت مشکلوں سے مانتی تھی۔۔

وہ تکلیفوں سے دور بھاگنے والی تھی۔۔

اسے دل کی تکلیف سے بہت ڈر لگتا تھا۔۔

وہ اپنے حق میں کوئی تکلیف برداشت نہیں کرتی تھی۔۔

اگر کوئی اسے تکلیف دینے کا سبب بنتا تو وہ

اسے تکلیف دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی تھی۔۔

جو اس کا تھا وہ اس کا تھا۔۔

وہ اپنا حق نہ کسی کو دیتی تھی

اور نہ کسی کا حق لیتی تھی۔

وہ جتنی مرضی نادانی

میں دعائیں مانگنے والی تھی۔۔

صرف ایک یہی وہ خوبی تھی۔۔

جس سے دور اس شخص کو ڈر لگتا تھا۔

جسے وہ اپنی خود غرضی کہتی تھی۔

وہ خود غرضی نہیں تھی۔

وہ صرف اس کے سینے میں ایک ڈر تھا۔

جو ہر گزرتے دن کے ساتھ ساتھ بڑھتا جا رہا تھا۔

وہ اس سے دور ہو رہی تھی۔

وہ کیوں دور ہو رہی تھی۔

جو اس کا تھا۔

ماہی جی۔۔ وہ کیا نہیں۔

نہیں۔۔۔ وہ صرف اتنا ہی بول سکتی تھی۔۔

دنیا کی نظر میں وہ تکلیف دینے والی ہو شاید۔

لیکن وہ مجبوری میں سب کچھ کرتی تھی۔۔

وہ ایک اچھی انسان تھی۔۔

مگر۔۔

خود کے لیے وہ غلط ثابت ہوئی۔۔۔

اس کی دل کی چوٹ نے اسے

کبھی چین میں رہنے ہی نہیں دیا۔۔۔

وہ شام تک باہر ہی بیٹھا رہا پھر

کچھ سوچ کر اندر کو چلا گیا۔۔

انہتا کدھر ہو۔۔

وہ عام سے لہجے میں اسے آواز دے رہا تھا۔

اس کا سارا موڈ اس کی ماں نے خراب کر دیا تھا۔

جی جی۔۔ وہ کچن سے نکلتی بولی۔

کھانا بنایا ہے۔۔

جی نہیں آپ نے بتایا نہیں۔

کیا بنانا ہے۔۔

آپ بتائیں میں بنا دیتی ہوں

اس کا سوال سنتے جواب دیتی بولی۔۔

تم نے ابھی تک کچھ نہیں کھایا کیا۔۔

نہیں۔۔۔

ایک لفظ کا جواب سامنے موجود

اس لڑکی کی طرف سے آیا۔

ٹھیک ہے میں نے آرڈر کیا ہے۔

ابھی کچھ دیر میں آجاتا ہے۔

ایسا کروٹی وی لاونچ میں آجاؤ

مل کر بیٹھ کر باتیں کرتے ہے۔

جی۔

وہ صرف اتنا ہی بول پائی۔

وہ اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔

جو ایک پل میں اس کے سامنے کچھ اور تھا۔

اور

دوسرے ہی پل میں اس کے سامنے کچھ اور تھا۔۔

وہ اسے اپنے بارے میں سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

کیا کچھ پتہ چلا۔۔

وہ شخص اپنی آفس کی کرسی میں بیٹھتا ہوا۔

سامنے موجود دو مردوں سے مخاطب ہوا۔

ہر اس جگہ تلاش کیا لیکن کوئی پتہ نہیں چلا انہتا کا۔

ہر اس جگہ گئے جہاں وہ جاتی تھی۔

لیکن کچھ بھی اس کے بارے

میں پتہ نہیں چل سکا۔

کہ اسے زمین نکل گئی یا آسمان۔۔

ہر بار کی طرح کوئی

عطا پتہ نہیں لے تم اس کا۔۔

وہ شخص ان دونوں پر طنز کرتا ہوا بولا۔

ہم کوشش کر رہے ہیں سرفراز صاحب۔۔

وہ دونوں اسے صفائی دیتے ہوئے بولی۔

دیکھ رہا ہوں میں تم لوگوں کی کوششوں کو۔۔

یہ کی ہے کوشش۔۔

یہ تم لوگوں نے کہ اس کے

بارے میں تم لوگوں کو

کچھ بھی پتہ نہ چل سکا۔۔

مجھے وہ چاہیے کچھ بھی

ہو جائے ہر قیمت پر۔

وہ پریشان ہوتا ہوا ان دونوں

سے مخاطب ہو رہا تھا۔

سرفراز صاحب ہم کوشش کر رہے ہیں۔

آپ پریشان نہ ہوں۔

ان دونوں مردوں میں سے ایک بولا۔

کیوں نہ ہوں۔

میرے گھر کی عزت ہے وہ۔

اگر کسی غلط شخص کے ہاتھ لگ گئی۔

تو کیا تم لوگ ذمہ داری اٹھاؤ گے اس چیز کی۔

میں اتنا پیسہ اس لیے نہیں دے رہا کہ

تم لوگ مجھے اس کے بارے میں

کچھ پتہ نہ کر کے دے سکوں۔۔

جس گاؤں میں وہ رہتی تھی

آرزو کے ساتھ وہاں پتہ کیا تم لوگوں نے۔۔

جی لیکن وہاں نہیں گئی۔۔

ہر اس جگہ اس گاؤں میں۔۔

جہاں انہتا کا ملنے کا امکان تھا۔

تم لوگ یہاں کھڑے ہو کر

میری شکل کیا دیکھ رہے ہو۔۔

اگر اس کے بارے میں

کچھ پتہ نہیں چل رہا۔۔

تو کچھ پتہ کرو اور

پھر یہاں پر آنا۔

جاؤ اور پتہ کرو مجھے

کوئی نہ کوئی خبر چاہیے۔

وہ شخص ان دونوں کو

وارنگ دیتا ہوا بول رہا تھا۔

وہ ان دونوں کی وضاحتیں نہیں سن سکتا تھا۔

جی سرفراز صاحب۔

وہ یہ کہتے ہوئے وہاں سے جانے لگے۔

تبھی کمرے میں کوئی داخل ہوا۔

کچھ پتہ چلا۔

وہ فوراً سے سوال کرتا ہوا بولا۔

نہیں۔۔

وہ اس شخص کے سوال کا جواب دیتا ہوئے بولا۔

کیا مصیبت ہے شادی ہی تو تھی۔۔

کوئی جنگ تو نہیں تھی۔۔

انہتا کے لیے۔۔

وہ اتنا بڑا قدم یہ لڑکی پاگل کر کے چھوڑے گی۔۔

وہ پریشانی سے اس کے بارے میں سوچتے

ہوئے سامنے موجود اس شخص سے مخاطب ہوتے ہوئے بولے۔۔

آپ پریشان نہ ہوں۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔

وہ دلاسہ دیتا ہوا بولا۔۔

باہر سب ٹھیک چل رہا ہے۔۔۔

وہ شخص سامنے کھڑے اس شخص

کی طرف دیکھتا ہوا بولا جو کافی پریشان تھا۔۔۔

جی سب ٹھیک ہے باہر۔۔۔

جاری ہے